پردیس

جا رہا ابا مجھے کھاتی ہے فکرِ روزگار
گھر میں چولہا بجھ گیا ہے رنج و غم ہیں بے شمار

آپ بس مرے لیے ہر پل دعا کرتے رہیں
ان دعاؤں پر ہی بقیہ عمر کا ہے انحصار

جا رہا کس دیس کو تُو چھوڑ کر یہ سر زمیں
کیا ہے دولت اس قدر لازم، جھکا لے تو جبیں

کیا نہیں اپنا وطن تجھ کو معزز میری جاں
یہ دیانت خون میں، رشتوں کا یہ سود و زیاں

میرے ابا سب دیانت مال کی محتاج ہے
کس نے تیرا گھر چلایا یہ جو حالت آج ہے

یہ فلاحی اک ریاست ہے شمالی اور میں
مال و دولت کی امیں ہے مفلسی کے دور میں

دیس ہیں اپنے سبھی، کیا تُو قدامت بولتا
کیوں کرے کفران نعمت کا، جو رب در کھولتا

میں وہاں جاؤں زرِ تبدیل آئے گا یہاں
سوچ تو، کیا برکتیں ہوں گی وطن پہنچے کہاں

میرے بیٹے جن کی خدمت تو کرے گا، غیر ہیں
مال کو کیوں رو رہا تُو، یہ سمے کے پھیر ہیں

غیر کو میں گر نمونہ بن دکھاؤں زُہد کا
کیا نہیں حق میں ادا کر پاؤں گا یوں جُہد کا؟
تو نے بیٹا عمر اک میرے صحن میں بسر کی
میں نے نہ دیکھا نمونہ جُہد کا، کیا کسر کی

یہ تری اپنی زمیں ہے اس کا تجھ پہ مان ہے
چلتا پھرتا ہے اکڑتا دیکھ تو کس شان سے

نہ تُو زر تبدیل کرکے اپنی عشرت کو بڑھا
من میں تھوڑا کر تغیر، جی کے عسرت میں دِکھا

کس ثقافت پر کرے گا پرورش بچوں کی تُو
کس کے سینے جا لگیں گے جب چلے گی گرم لُو

کیا تُو سن پائے گا پنج وقتہ اذاں پردیس میں
کیا ترا حُلیہ بنے گا تُو پلا کس بھیس میں

کیا نہیں ہے فرض تیرا، دین کی خدمت کرے
یہ وہاں ممکن نہیں کے ایسی تو ہمت کرے
تیرا درجہ دوم ہی ہو گا اگر ہو بھی گیا
عمر بھر تو نیند کو ترسے گا گر سو بھی گیا

میرے ابا تو نہیں واقف کہ اب طورِ جہاں
وہ نہیں ہے تُو سنا کرتا تھا جو شورِ زماں

میں غلامی کو ہوا راضی ہوں ان احوال میں
لوٹ آؤں گا میں واپس، تین یا دو سال میں

وہ نہیں تکریم کرتے ناسمجھ ہیں اصل سے
جانتا اُن کی عداوت مسلماں کی نسل سے

لے تری داڑھی ہے پکڑی مُجھ کو دے دے تُو دعا
مسکرا کے کر مجھے رخصت مرے پیرِ ردا

تُو مرے بچے نہیں سمجھے گا میری زار کو
مان لوں گا میں ہمیشہ کی طرح اِس ہار کو
کرکے جا یہ عہد میت تو مری دفنائے گا
اپنے بچوں کو مری تصویر بھی دِکھلائے گا

جا حفاظت میں رہے ربِ جہاں کے ساتھ میں
جو متاع بھی مانگ لے تُو ہو وہ تیرے ہاتھ میں

قبر پے ابا کی سب گاؤں کے باشندے جھُکے
سال جو دو تین تھے، دو تین عشروں سے رُکے